www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی وار برٹن

سورۂ بقرہ

(قسط ۱۳)

قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَعَلَّمَ اٰدَمَ

(خدا نے) فرمایا میں وہ (مصلحتیں) جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور آدم کو سب

لے مالا تعلمون (جو تم نہیں جانتے) یعنی تخلیقِ آدم میں جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، وہ تم نہیں جانتے ہم جانتے ہیں، اپنے فکر و خیال کی معصومیت کی وجہ سے، تم صرف اتنا ہی احساس کر سکے کہ پاک ذات کے دربارِ عالی کے لیے غلام اور خدام بھی معصوم چاہئیں، اس بارگاہ میں ملڑباز سجتے نہیں جچتے نہیں، گو یہ بات شایانِ شان ہے لیکن خدا کی یہ کوئی نجی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جو بارگاہ کی تقدیس کا احساس کریں گے، وہ دراصل اپنی پاکیزہ فطرت کا ثبوت مہیا کریں گے، جو ایسا نہیں کریں گے خدا کا کوئی نقصان نہیں کریں گے بلکہ خود ہی فاش ہوں گے کہ، شہنشاہ کے عظیم دربار میں حاضر ہونے کا سلیقہ ہی نہیں رکھتے۔ اس لیے بالآخر انھیں یک بینی و دو گوش پکڑ کر اٹھا دیا جائے گا۔ بہرحال یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ اس کے علاوہ جو حکمتیں اور مصلحتیں ہیں بے شمار ہیں، کچھ گزشتہ آیات میں آپ نے ملاحظہ فرمائی ہوں گی۔

ٹے آدم (ابو البشر، بابا آدم) یہ دنیا میں پہلے انسان ہیں، اسے مٹی سے بنایا اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ (پ۱۷۔ الحج ع) وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ (پ۲۱۔ الروم ع) وہ مٹی خشک مٹی نہیں تھی گارا تھی۔ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ (پ۲۱۔ السجدۃ ع) اور انسان کی پیدائش گارے سے شروع کی۔

طِین پانی میں ملی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں خواہ وہ بعد میں خشک بھی ہو گئی ہو، دوسری جگہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لسے۔ طِيْنٍ لَّازِبٍ (پ۲۳۔ الصفت ع۱) چپچپی مٹی سے تعبیر فرمایا ہے۔
لازب سے مراد وہ مٹی ہے جو خوب چپکتی ہے، یہ عموماً جوہڑوں کے کناروں اور تالابوں کی تہوں میں ہوتی ہے، دوسرے مقام پر فرمایا۔
مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ (پ۱۴۔ الحجر ع۳) کالے (اور) سڑے ہوئے گارے سے جو (سوکھ کر) کھن کھن بولنے لگتا ہے۔
سورۂ رحمٰن میں فرمایا: من صلصال کالفخار (پ۲۷۔ الرحمٰن ع۱) ایسی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔
امام بخاریؒ لکھتے ہیں: صلصال، طین، خلط برمل فصلصل کما صلصل الفخار (کتاب الانبیاء باب خلق آدم)
گارا جس میں ریت ملی ہو، سو وہ آواز دیتا ہے جیسے ٹھیکری آواز دیتی ہے۔
کچھ لوگ کہتے ہیں: بلکہ یہ ایک نوع کی تخلیق ہوئی جسے نوع انسان کہا گیا ہے۔ لہٰذا آدم سے یہ مراد نہیں کہ وہ سب سے پہلا انسان تھا مگر ہمارے نزدیک یہ مغربی افکار کی خوشہ چینی ہے۔ اصل میں یہی آدم وہ پہلا انسان ہے جو کسی مغربی جرثومہ کی ارتقائی شکل نہیں ہے بلکہ براہ راست مٹی سے تخلیق ہوا۔ چنانچہ اوپر کی سطور میں اسی آدم کے جسد کا ذکر کیا گیا ہے جس میں حق تعالیٰ نے روح پھونکی اور ملائکہ اس کے حضور جھکے۔
وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (پ۱۴۔ الحجر ع۳)
اور یاد کرو وہ وقت جب آپ کے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں کالے (اور) سڑے ہوئے گارے سے جو (سوکھ کر) کھن کھن بولنے لگتا ہے۔ ایک بشر پیدا کرنے والا ہوں، تو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی (طرف سے) روح پھونک دوں تو تم اس کے حضور جھک جانا۔
ابلیس نے بھی اسی انسانِ اوّل (آدم) کے حضور جھکنے سے انکار کر دیا تھا۔
قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ (پ۲۳۔ ص ع۵)
(ابلیس) بولا، میں اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے آگ سے بنایا، اسے مٹی سے۔
لَمْ أَكُنْ لِّأَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ (پ۱۴۔ الحجر ع۳)
اور یہی وہ آدم ہے جس کو رب نے اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا۔ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ (پ۲۳ ص ع۵)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل میں ان کو مغالطہ ان آیات سے لگا ہے، جن میں اس کی پیدائش کے سلسلے میں مختلف مراحل کا ذکر آیا ہے، جس سے وہ یہ سمجھے کہ، یہ کسی خلیہ کا ذکر ہے، جس میں ایک لیسدار مادہ موجود ہوتا ہے، جو زندگی کے سارے امکانات اپنے اندر رکھتا ہے جسے نفس واحدہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ اطوار اور مراحل تخلیقِ آدم کے بعد کے ہیں یعنی سلسلۂ نسلِ انسانی کے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے سارے مراحل طے ہو گئے، ساخت مکمل ہو گئی اور روح پھونک دی گئی تو ابلیس کے سوا تمام فرشتے سجدہ میں جھک گئے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ o اِلَّآ اِبْلِيْسَ (پ۲۳۔ صٓ ع)

اس کے بعد حکم ہوا کہ: دونوں میاں بیوی بہشت میں قیام کرو اور جہاں سے جو جی چاہے کھاؤ (پیو) لیکن دیکھیے: وہ شجر جو نظر آتا ہے یا محسوس ہوتا ہے اس کے نزدیک بھی نہ جانا: (سورہ بقرہ ع) خیال رکھیے! یہ شیطان آپ کا دشمن ہے۔ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ (طٰہٰ ع)

مگر شیطان نے فریب دے کر انھیں بھٹکا دیا اور یہ جو کچھ ہوا نادانستہ ہوا۔

وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ o

وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ o فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ (پ الاعراف ع)

فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (پ۱۶۔ طٰہٰ ع)

معلوم ہوتا ہے کہ وہ اصلی بہشت تھا جس میں انھوں نے قیام کیا تھا، کیونکہ وہاں کا لباس روحانی اور معنوی نوعیت کا تھا، چنانچہ جب ایک غلطی سرزد ہوئی تو وہ روحانی لباس بھی متاثر ہوا اور ستر کھل گیا۔

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا (طٰہٰ ع)

اب حکم ملا کہ: آپ اب یہاں سے تشریف لے جائیں۔

اِهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا (طٰہٰ ع)

ہاں جب میری طرف سے رہنمائی پہنچے تو جو اس کا اتباع کرے گا وہ بھٹکے گا نہ محروم رہے گا۔ یعنی یہ گم گشتہ جنت پھر پالے گا۔

فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى (طٰہٰ ع)

جس کی آنکھ اب بھی نہ کھلی وہ ازلی اندھا قیامت میں بھی اندھا اٹھے گا۔

نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ ع)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدم کی تخلیق کے بعد اس کا سلسلہ نسل آگے بڑھانے کے لیے خدا نے یہ کیا کہ: آدم زمین کی پیداوار سے جو غذا حاصل کرتا اس سے مادہ منویہ بنایا گیا۔ جس سے آگے نسل کی تخم ریزی ہوئی۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ (پ۱۸ ۔ المومنون ع۱)

اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے، جوہر اور ست سے بنایا۔

دوسری جگہ اسے یوں بیان فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ (پ۲۱ ۔ السجدہ ع۱)

پھر (مٹی کے) نچوڑ سے جو ایک حقیر پانی ہے، اس کی نسل چلائی۔

سورت فرقان میں ہے:

خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا (پ۱۹ ۔ الفرقان ع۵)

انسان کو پانی (منی) سے پیدا کیا، پھر اسے خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔ پھر اس نطفہ سے لوتھڑا، پھر بوٹی، پھر ہڈی مع گوشت بنا کر ایک نیا ڈھانچہ بخشا۔ ملاحظہ ہو سورت المومنون پ۱۸ ع۱۔

الغرض مٹی سے آدم (سب سے پہلا انسان) بنا، پھر اس کے بعد نسل انسانی کے لیے دوسرا نظام تجویز فرمایا، یعنی غذا کے نچوڑ سے منی، پھر مادرِ رحم میں مدتوں رہنے کے بعد لوتھڑا، بوٹی، ہڈی وغیرہ کے بعد حسین و جمیل "ابن آدم" نمودار ہوا۔ اس کو قرآن نے قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (پ۲۹ ۔ نوح ۔ ع۱) سے تعبیر فرمایا ہے۔ ایک منکر حدیث نے، اس سلسلے میں انسان، آدم اور ابن آدم کی قرآنی وضاحت کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔

انسان دراصل آدم اور ابن آدم کی نوعی ماہیت کی ایک تعبیر ہے۔ جسے یہ صاحب سمجھ نہیں سکے۔ فلسفہ کا یہ مشہور مسئلہ ہے کہ وجود، ماہیت کا عین ہوتا ہے زائد شئے کا نام نہیں ہے غور فرمائیے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہر شئے کی نوعی ہیئت اور حیثیت کے لیے "عالمِ مثال" کا فلسفہ تشخیص فرمایا ہے، جس میں "معانی" اپنی مناسب شکل میں پہلے موجود ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس عنصری دنیا میں اس کے ظہور کی صورت بنتی ہے (حجۃ اللہ) شیخ الاشراق۔ اس کو "اشباح" اور غزالی خیال تمثل سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہرحال یہ انفرادی قسم کی ذوقیات ہیں، ورنہ خارج میں "مجرد کلی" کے وجود کا تصور محال ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں احادیث سے بھی کچھ مزید معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضور کا ارشاد ہے کہ آدم سلسلہ تخلیق کی آخری کڑی ہے، جس کی تخلیق جمعہ کے دن، عصر کے بعد، غروب آفتاب سے پہلے ہوئی تھی۔

وخلق آدم بعد العصر من يوم الجمعة في آخر الخلق وآخر ساعة من نهار فيما بين العصر الى الليل (رواه مسلم۔ ابوهريرة)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جمعہ کو ہی بہشت میں داخل کیے گئے تھے اور جمعہ کو ہی وہاں سے خارج کیے گئے تھے۔ وفيه ادخل الجنة وفيه اخرج منها (مسلم)

زمین کے مختلف حصوں سے تھوڑی تھوڑی مٹی جمع کر کے جسدِ آدم تیار کیا گیا، جس طرح مختلف علاقوں کی زمین کی خاصیت ایک دوسرے سے مختلف یا متنوع ہوتی ہے، اسی طرح نسلِ انسانی بھی تیار ہوئی، گورے، کالے یا اچھے اور بُرے وغیرہ۔

ان الله عز وجل خلق آدم من قبضة قبضها من جميع الارض، فجاء بنو آدم على قدر الارض، جاء منهم الابيض والاحمر والاسود وبين ذلك والخبيث والطيب والسهل والحزن فذكر مثله (مسند احمد، كتاب الاسماء والصفات بيهقي وابن حبان)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ (پ۱۸۔ المومنون ع۱) کا مفہوم بھی اگر وہ تصور کیا جائے جو مندرجہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے تو زیادہ مناسب محسوس ہوتا ہے۔

آدم کی تخلیق بہشت میں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو بنا کر رکھ چھوڑا تو ابلیس نے اس کے گرد چکر لگا کر دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے۔ چنانچہ وہ پہچان گیا کہ یہ بے قابو اور بے بس ہستی ہے۔

لما صور الله آدم في الجنة تركه ما شاء الله ان يتركه فجعل ابليس يطيف به ينظر ما هو فلما رآه اجوف عرف انه خلق خلقا لا يتمالك (رواه مسلم واحمد۔ انس)

بخاری شریف کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کا جو جسدِ مبارک تیار کیا گیا تھا کافی لمبا تھا، ساٹھ گز کا تھا۔

خلق الله آدم وطوله ستون ذراعا (بخاری۔ کتاب الانبیاء)

اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ آثارِ قدیمہ سے اس کی تائید نہیں ہوتی (قاله الحافظ) مگر قرآنِ مجید میں قومِ عاد کی لاشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ (پ ۲۷ ۔ القمر ع ۱)

فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (پ ۲۹ ۔ الحاقہ ع ۱)

اگر صدیوں بعد بھی اتنے لمبے تڑنگے انسانوں کے ڈھانچے ہو سکتے ہیں تو آغاز میں اتنے لمبے قد و قامت کی بات کچھ خلاف توقع نہیں ہو سکتی ۔ یا ہو سکتا ہے کہ "ستون ذراعاً" کا مفہوم بہت لمبا قد ہو ۔۔۔ بہرحال حضرت آدم علیہ السلام غیر معمولی قد و قامت کے مالک تھے، ہاں بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ قد و قامت اس زمانے کی بات ہے جب آسمان (یعنی بہشت) میں تھے ستون ذراعا فی السماء چنانچہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ جب ہبوط (آسمان سے نکالے گئے) ہوا تو قد و قامت میں مناسب تخفیف بھی کر دی گئی ۔ صاحب فیض الباری فرماتے ہیں کہ جغرافیائی اختلاف کا اثر قد و قامت پر پڑتا ہے، آسمان پر لمبے تڑنگے رہے ہوں زمین پر آ گئے تو قد و قامت بھی گھٹ گیا، یعنی جنت میں لمبا قد ہوا اور زمین پر آ کر حسب حال ہو گیا ۔ ویحتمل ان یکون مراد الحدیث انه کان قد طولهم هذا فی الجنة فاذا نزلوا عادوا الی القصر فان الاحکام تتفاوت بتفاوت البلدان والاوطان

(فیض الباری ج ۴ ص ۱)

اس کے علاوہ: یہ ساٹھ ذراع، شرعی ذراع تھے، جو ہمارے حساب سے وہ تیس بنتے ہیں۔ قوم عاد کے واقعہ کو ملا کر دیکھا جائے تو پھر یہ بات کچھ اَن ہونی نہیں رہتی۔

رنگ ان کا گندمی اور شکل نہایت حسین و جمیل تھی (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۲۲) ابی بن کعب سے مرفوعاً آیا ہے کہ: آدم کو لمبا، جیسے لمبی کھجور اور سر کے گھنے بالوں والا اللہ نے بنایا۔ ان اللہ خلق آدم رجلا طوالا کثیر شعر الراس کانه نخلة سحوق رواه ابن ابی حاتم باسناد حسن ۔ فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۶ کتاب الانبیاء۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر بنایا تھا۔

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال خلق اللہ ادم علی صورته (بخاری کتاب الاستیذان باب بدء السلام ج ۲ ص ۹۱۹)

اس کے کئی ایک معنی بیان کیے جا سکتے ہیں: ایک یہ کہ: ان کو بہت حسین و جمیل بنایا، کیونکہ بنانے والا خود بہت حسین و خوبصورت ہے۔

ان اللہ جمیل یحب الجمال (مسلم، ترمذی عن ابن مسعود)۔

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے، کہ معراج کے واقعہ میں حضور نے ان سے اپنی ملاقات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے: تو اس میں آدم تھے، ہو بہو ویسے تھے جیسے اللہ نے اس دن ان کو پیدا کیا۔

فاذا فیہا آدم کیوم خلقہ اللہ علی صورتہ (انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون للحلبی ص۲۲۷)

دوسرے یہ کہ نسبت تشریفی ہے، تیسرے یہ کہ جڑنے اور نہ جلنے والی بات نہیں کہ حیوان سے ترقی کر کے ایک ترقی یافتہ انسان بن گیا ہو بلکہ جیسے ہیں ویسے ہیں۔ تنہا اور بالاصالت مٹی سے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔ قال الحافظ ای نہ یتنا دکہ فی خلقہ لحد ابطالا لقول اھل الطبائع (فتح) مجھے اول اور تیسرا پہلو انسب اور احوط معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

جب آپ میں روح ڈال دی گئی تو ان کو چھینک آئی جس پر انھوں نے الحمد للہ کہی۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: رَحِمَكَ رَبُّكَ یا آدم لما خلق اللہ آدم عطس فقال الحمد للہ فقال لہ ربہ رحمک ربک یا آدم (رواہ البزار عن ابی ھریرۃ بسند لا باس بہ ورواہ ابن حبان عن انس نحوہ)

موارد الظمآن میں ہے کہ الحمد للہ کہنے کا بھی اللہ نے ان کو الہام کیا تھا۔ فالہمہ ربہ (موارد الظمآن ص۵۰)

جب اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق فرمائی تو ان سے فرمایا: جا کر فرشتوں کو سلام کرو، اور غور سے سنتے رہو کہ وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ چنانچہ انھوں نے جا کر کہا: السلام علیکم، جواب میں فرشتے بولے: السلام علیک ورحمۃ اللہ چنانچہ انھوں نے رحمۃ اللہ زیادہ کیا۔ یہ سلام دعا آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے ہے۔

اذھب فسلم علی اولئک نفر من الملئکۃ فاستمع ما یحیونک فانھا تحیتک وتحیۃ ذریتک فقال السلام علیکم فقالوا السلام علیک ورحمۃ اللہ فزادوہ ورحمۃ اللہ (بخاری عن ابی ھریرۃ کتاب الاستئذان)

زوائد ابن حبان میں ہے کہ سلام دعا کے بعد جب رب کے پاس واپس ہوئے تو اللہ نے کہا کہ یہ آپ اور آپ کی اولاد کی سلام دعا ہے۔

ثم رجع الی ربہ فقال ھذا تحیتک وتحیۃ بنیک بینھم (ص۵۰)

جب اللہ نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر اس کی اولاد کو نکال کر ان کے پیش کی، ان میں ان کو ایک چمکتا چہرہ نظر آیا، بولے! الٰہی! اس کی عمر اور بڑھا دیجیے! فرمایا، نہیں، ہاں اگر آپ اپنی عمر میں سے کچھ دے دیں تو اتنی بڑھائی جا سکتی ہے، چنانچہ اپنی عمر میں سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالیس سال عمر ان کو دے دی اور یہ لکھ کر فرشتوں کو گواہ بنایا۔ جب فرشتہ روح قبض کرنے آیا تو کہا چالیس سال ابھی باقی ہیں، انھوں نے ان کو یاد دلایا کہ آپ نے اپنے بیٹے کو دے دی تھی، تو انھوں نے کہا کب؟ چنانچہ اللہ نے وہ دستاویز دکھا دی۔ تاہم دونوں کی عمر ویسے رہنے دی، سو سال حضرت داؤد کی اور ہزار سال حضرت آدم کی۔

اول من جحد آدم قالها ثلث مرات ان الله عزوجل لما خلقه، مسح ظهره فاخرج ذريته فعرضهم عليه فرائ فيهم رجلا يزهر فقال اى رب زد فى عمره قال لا الا ان تزيده انت من عمرك، فزاده اربعين سنة من عمره فكتب الله تعالىٰ عليه كتابا واشهد عليه الملٰئكة فلما اراد ان يقبض روحه قال انه بقى من اجلى اربعون سنة فقيل له انك قد جعلتها لابنك داؤد قال فجحد قال فاخرج الله الكتاب واقام عليه البينة فاتمها لداؤد مائة سنة واتمها لادم عمره الف سنة (رواه احمد عن ابن عباس)۔

موارد الظمآن میں ہے کہ مٹھی میں اللہ نے ان کو آپ کی ذریت دکھائی، جن کے ماتھے پر ان کی عمریں بھی لکھی تھیں (موارد الظمآن ص۵۰۹)

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت آدم بہشت میں اداس اداس رہنے لگے، پھر سو گئے، جاگے تو سرہانے ایک عورت بیٹھی دیکھی جسے اللہ نے اس کے پہلو سے پیدا کیا تھا۔

عن ابن عباس وابن مسعود وناس من الصحابة قال لما سكن ادم الجنة كان يمشى فيها وحشا ليس له زوج يسكن اليها فنام نومة فاستيقظ فاذا عند راسه امرأة قاعدة خلقها الله من ضلعه (فتح القدير للشوكانى عن البيهقى وغيره)

قرآن حمید سے اتنا تو مترشح ہوتا ہے کہ بیویاں مردوں کے لیے تسکین خاطر کا سامان ہے۔

خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (پ۲۱۔ روم ع۳)

بخاری شریف میں ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔

فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ (کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ، وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ)

ضلع: پہلو، پہلو کی پسلیوں اور میلان کو ضلع کہتے ہیں: جمہور کا یہی نظریہ ہے کہ حوا کا ظہور آدم کی پسلیوں سے ہوا؟ وہ کیسے؟ کیفیت معلوم نہیں ہے۔ پہلو کی پسلیوں کو اس کے لیے کیوں انتخاب

۴ ای رب من هذا قال ابنك داؤد قال كم عمره قال ستون قال اى

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا؟ کیونکہ وہ رفیقۂ حیات ہے، سفرِ حیات میں اسے پہلو بہ پہلو رہنا ہے، جینا ہے اور رفیق کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ پہلو میں رہتا ہے، اس دل میں بستا ہے جو پہلو میں آباد ہے۔ علامہ قرطبی کا ارشاد ہے کہ الامراۃ، المرء سے ماخوذ ہے۔ المرء کے معنی مرد کے ہیں، کیونکہ اس کا ظہور مرد کے جسم سے ہوا ہے۔ حوا کا لفظ بھی بتاتا ہے کہ وہ حیّ (زندہ) سے ظاہر ہوئی ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ لڑکی کا پیشاب لڑکے کی بہ نسبت غلیظ ہوتا ہے کیونکہ لڑکے کی نمود مٹی سے ہوئی ہے اور لڑکی کی آدم کے گوشت سے۔

علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ پسلی سے پیدائش نہیں ہوئی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کی پیدائش یوں ہوئی جیسی پسلی کی، اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ایک اور روایت میں المرأۃ کالضلع (بخاری باب المداراۃ مع النساء کتاب النکاح) عورت پسلی کی مانند ہے آیا ہے اور بعض روایات میں انما المرأۃ کالضلع آیا ہے (فتح ص ۲۵۲/۹)

بخاری کے ایک شارح نے لکھا ہے کہ جب وہ جاگے تو بائیں جانب حوا کو بیٹھا پایا۔ خلقت من ضلع کے یہی معنی ہیں۔

والمشھور انھا خلقت من ضلع الیسر ولا یبت مصنفہ علیہ وقال ان آدم علیہ السلام انتبہ من منامہ فاذا حواء جالسۃ علی یسارہ وھذا معنی مخلوقۃ من ضلع ای انھا مخلوقۃ نحو یسارہ (فیض الباری ص ۴)

حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین ایک مثالی مکالمہ ہوا جس میں حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا کہ آپ کی خطا ہمارے لیے وجہ شامت بنی، حضرت آدم نے کہا، کیا آپ نے یہ دیکھا تھا کہ مجھے یہ پیش آنا تھا؟ کہا ہاں، فرمایا: پھر تقدیر کے سامنے میری کیا مجال؟

ثم تلومنی علی امر قد قدر علی قبل ان اخلق (بخاری کتاب الانبیاء ج ۱ ص ۴۸۵)

مصائب کا انتساب تقدیر کی طرف بجا ہے لیکن خطا کا نہیں، بات بھی مصیبت کی ہوئی تھی معصیت اور لغزش کی نہیں! دراصل مصائب کی نوعیت ابتلاء کی ہوتی ہے یا اپنی حماقتوں کا نتیجہ، ابتلا ہے تو ہر چہ از دوست دوست آید، درست آید کے مطابق راضی بہ رضا رہنے میں اجر ملتا ہے۔ اگر خطا ان کا سبب ہوتا تو توبہ کی توفیق ملتی ہے۔ یہاں تقدیر کو گناہوں کے لیے بہانہ نہیں بنایا گیا بلکہ مصیبت میں خدا کے سامنے اپنی بے بسی کا اعتراف کیا گیا ہے۔ اور یہ بجائے خود عبادت ہے ——— کیونکہ وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے جو کچھ سرزد ہوا، نسیاناً ہوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا خدا کے حضور میں دائمی قرب و وصال کے لالچ میں اجتہاداً ہوا۔۔۔ اس لیے یہ معصیت تھی ہی نہیں، بھول چوک کی بات تھی۔ باقی رہا بہشت سے ان کا نکلنا؟ سو وہ معصیت کا نتیجہ نہیں تھا کیونکہ اصلی پروگرام جس کے لیے تخلیق ہوئی تھی وہ زمین کی سکونت تھی (اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً) بہشت میں جتنے دن رہے، بطور مہمان کے رہے۔ اُسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ ۔ سکون حرکت کے بعد یا حرکت سے پہلے کے ثانیہ کا نام ہے، ظاہر ہے کہیں سے آئے نہیں تھے، وہاں ہی ان کی تخلیق ہوئی تھی، اس لیے یہ سکون آنے والی حرکت کے اعتبار سے تھا۔ گویا کہ یہ قیام عارضی تھا۔ شیطان کا ان کو پھسلانا کہ اصل میں تمہیں یہاں سے چلتا کرنا ہے، اس لیے یہ شجرہ چکھ لو گے تو پھر یہاں سے کوچ کی نوبت ہی نہیں آئے گی، تو معلوم ہوا کہ وہاں آدم کو اپنے عارضی قیام کا علم تھا تبھی تو انھوں نے دائمی اقامت کے لیے جتن کیے!

قیامت میں حضرت آدم اپنی اس غلطی کے احساس سے شفاعت کرنے سے گریز کریں گے۔ (بخاری کتاب الانبیاء۔ باب، قول اللہ اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ) تو یہ اس لیے نہیں کہ وہ بھی اسے گناہ تصور کرتے ہیں بلکہ آنانکہ عارف ترانداز ترساں ترانددالی بات ہے، دیکھیے! ٹھوکر کھا کر گرنا سب سے بڑی معذرت ہے کوئی عیب کی بات نہیں، لیکن بچہ گر جائے تو اس کو پروا نہیں ہوتا اگر بڑا گر پڑے تو چہرے کی ہوائیاں اڑ جاتی ہیں۔ بہرحال وہ رب سے شرمائیں گے کہ مجھ سے لغزش ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام، اللہ کے رسول اور نبی تھے اور سب سے پہلے نبی و رسول!

ابو ذر، قلت یا رسول اللہ من کان اولهم قال آدم قلت یا رسول اللہ! نبی مرسل؟ قال نعم (البدایۃ والنہایۃ ص۹۷ بحوالہ ابن حبان)

حضرت نوح اور حضرت آدم کے مابین دس قرن کا وقفہ ہے۔

فکم کان بینهم بین نوح قال عشرۃ قرون (البدایۃ والنہایۃ ج۱ بحوالہ ابن حبان)

عورت، مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے، چنانچہ حضرت آدم سے بھی یہی کچھ ہوا کہ حوا کے بھرے میں آ گئے۔ بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم کو اعتماد میں رکھ کر در پردہ ان کی مرضی کے علی الرغم بھی کچھ نہ کچھ کام کر ڈالے۔ چنانچہ حضور نے اسے یوں بیان فرمایا۔

لولا حوا لم تخن انثی زوجها (بخاری کتاب الانبیاء ص۴۶۹)

اگر حوا نہ ہوتی (تو) کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی خیانت نہ کرتی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِىْ بِاَسْمَآءِ

(چیزوں کے) نام بتادیے پھران چیزوں کو فرشتے کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو

هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا

تو ہم کو ان چیزوں کے نام بتادو۔ بولے تو پاک (ذات) ہے جو تو نے ہم کو بتا دیا ہے اس کے

مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ

سوا ہم کو کچھ معلوم نہیں، تحقیق تو ہی جاننے والا مصلحت کا پہچاننے والا ہے (تب خدا نے آدم کو حکم دیا

بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ

کہ اے آدم تم فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتا دو۔ پھر جب آدم نے فرشتوں کو ان کے نام بتا دیے تو

عورتیں یہ خیانتیں، عام سمجھ کر کچھ کر گزرتی ہیں، بعض اوقات حجاباً نہیں پوچھتیں اور کر گزرتی ہیں، بعض اوقات مصلحتاً چھپا کر کرتی ہیں، الغرض عورت کی یہ ایک فطری کمزوری ہے جس کو حوا (پہلی خاتون) کی مثال کے ذریعے پیش کیا گیا ہے۔ باقی رہی وہ خیانت کیا تھی؟ کچھ پتہ نہیں، نہ تفصیل میں پڑنے کی ضرورت ہے، جو روایات ملتی ہیں، غالباً اسرائیلیات ہیں۔ واللہ اعلم

حضور نے شب معراج حضرت آدم کو دیکھا کہ داہنے طرف دیکھتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں بائیں جانب دیکھتے ہیں، تو غم کھاتے ہیں۔ یعنی نیک و بد اولاد کو دیکھ کر (بخاری)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم کو آواز دیں گے، جواب میں کہیں گے لبیک و سعدیک والخیر فی یدیک، پھر رب تعالیٰ فرمائیں گے ہزار میں سے ۹۹۹ دوزخ کے لیے نکالیے یا آدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک ۔ فیقول اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسع مائۃ وتسعۃ وتسعین (بخاری۔ کتاب الانبیاء)

سے الاسماء (نام) ان سے مراد علم الاشیاء ہے، علم الاشیاء انسانی فطرت کا خاصہ ہے، اور یہ وہ انسان تھا، جس کا خدا نے فرشتوں سے ذکر کیا تھا۔ ایسا نہیں کہ فرشتوں کو مات دینے کے لیے آدم کو تعلیم دی اور پھر فرشتوں کو شکست دلائی۔ بلکہ فرشتوں کے اظہار رائے کے بعد مطلوب انسان بنا کر ان کے سامنے پیش کیا۔ جس کی قدرتی اور فطری صلاحیت کو دیکھ کر انھوں نے اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنِّىٓ أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ

(خدا نے فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر) فرمایا، ہم نے تم سے نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کی سب مخفی چیزیں

وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝

ہم کو معلوم ہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم ہم سے چھپاتے ہو (وہ) سب ہم کو معلوم ہیں

محدود دائرہ کار کا اعتراف کیا۔

اشیاء کو سامنے لا کر پیش کیا اور ان کے سلسلے کی معلومات کی بابت ان سے پوچھا۔ چنانچہ حضرت آدم اس امتحان میں کامیاب رہے اور فرشتوں نے معذرت کر دی۔

اس سے معلوم ہوا کہ علم سے بالکلیہ بے بہرہ انسان، خدا کا وہ مطلوب انسان نہیں ہے جس کا فرشتوں سے ذکر کیا گیا تھا۔ یہ باب اور میدان دراصل "مسلم" کا تھا، مگر افسوس وہی اب تہی دامن ہے۔

فرشتوں نے اشیاء کے سلسلے کی معلومات سے اپنی لاعلمی ظاہر کی تھی کیونکہ یہ بہرحال اجتہادی چیز نہیں تھی۔ سرتاپا الہامی اور توقیفی ہے۔ اجتہاد وہاں ہوتا ہے، جہاں اس کی زمین پہلے سامنے ہوتی ہے۔ آدم کو تعلیم نہ دی جاتی تو اجتہاد کرنے سے وہ بھی قاصر رہتے، چونکہ اپنے دائرہ کار میں فرشتے کامل معلومات رکھتے ہیں اور اسی حد تک اجتہاد کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے نوع انسان کی تخریب پسندی کی پیش گوئی یا انکشاف کیا تھا۔ علم الاشیاء کے باوجود باقی رہی غلط نتیجے کی بات؟ سو وہ ہو جاتی ہے۔ جب اجتہاد کی نوبت آئی تو بالآخر آدم سے بھی چوک ہو گئی تھی۔ گو گناہ نہیں چوک تو ہے ہی،

ؑ یہاں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: غیب تو میرے پاس ہے یہ آپ کے بس کی بات نہیں، کیونکہ یہ اجتہادی بات ہی نہیں تھی، اس لیے اصل موضوع سے واقفیت سے پہلے اظہار رائے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔

ؔ وہ چھپی بات ع بعد از خدا بزرگ توئی، پہ فائز رہنے کی تمنا تھی، ہر شخص اپنی عزیز سے عزیز تر متاع کی قربانی یوں دے سکتا ہے کہ اس کے دل پر بوجھ بھی نہ آئے لیکن "محبوب" کی بات کچھ اور ہے۔ یہاں ایثار مشکل ہوتا ہے اگر ہوتا ہے تو وہ بھی "محبوب" کی تمنا پر۔ جیسا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان ہوا۔ قربِ خدا، محبوب کا جوار اور بے وساطت تعلق کی پینگیں، ملائکہ کی اصلی کائنات ہے، اس کو قائم رکھنے کے لیے اگر انھوں نے کوئی پیرایۂ بیان اختیار کیا تو برا نہیں کیا بلکہ عبادت پر اصرار کیا ہے جو بجائے خود قابلِ رشک ہے۔ اس لیے خدا نے فرشتوں کی اس پوشیدہ تمنا کی تردید نہیں کی اور نہ ابنِ آدم کے سلسلے کی کمزوریوں کی نشاندہی پر نکیر فرمائی، بلکہ گرفت اس بات پر فرمائی کہ وہ اصل بات نہیں سمجھے!

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے، انسان کے سلسلے کی معلومات سے فرشتوں کی بے خبری کا ذکر فرمایا، اس کے بعد "انسانِ مطلوب" تخلیق کر کے فرشتوں کے پیش کیا، یعنی ظاہری اور معنوی طاقتوں، بالخصوص علمی صلاحیتوں اور اجتہادی ملکہ سے اسے آراستہ فرما کر فرشتوں کے سامنے "علم الاشیاء" کا باب کھولا، جس میں "انسانِ مطلوب" (آدم) اپنے فطری روپ میں نمودار ہو کر ان پر بھاری رہا، مگر فرشتے، اپنے دائرہ ملکوتیت کی وجہ سے انسانی خصائص، تقاضوں اور میدان میں اجنبی رہے اور یہ بالکل ایک قدرتی بات تھی، کیونکہ نوعی میدان سب کا جدا جدا ہے، اس لیے اتمامِ حجت کے بعد حق تعالیٰ نے ایک اصولی بات ان پر واضح فرما دی کہ علمِ غیب خدائی خاصہ ہے، جس طرح تم خود ایک دوسرے کے نوعی خصائص کے میدان میں اجنبی ہو اسی طرح جو امور مجھ سے متعلق ہیں، وہ میں ہی جانتا ہوں۔ تم نہیں جانتے، دیکھیے تمھارے دل میں جو تمنا چٹکیاں لے رہی تھی، وہ مجھ پر عیاں تھی لیکن تخلیقِ آدم میں جو حکمت مجھے ملحوظ تھی، تم تا آخر اس سے بے خبر ہی رہے۔

علمی جواہرات

تفسیر طبری۔ ابن کثیر۔ خازن۔ جامع البیان۔ درِ منثور۔ ابنِ عباس۔ کشاف
زاد المسیر۔ مجمع الفوائد۔ جامع الصغیر۔ ریاض الصالحین۔ زوائد ابن حبان۔ الترغیب و
الترہیب۔ نیل الاوطار۔ فتح الباری۔ تحفۃ الاحوذی۔ عون المعبود۔ صحیح ابن خزیمہ
مؤطا امام مالک۔ علوم القرآن۔ تاریخ ابن خلدون وغیرہ۔ آپ اپنی کوئی کتاب بھیجنا
چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دار الکتب۔ امین پور بازار۔ لائل پور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ